قرآن و سنت کے دلائل اور ناقابلِ تردید حقائق پر مبنی
ایک یقین افروز تحریر

مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے؟

تصنیف

حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ

اویسی بک سٹال
جامع مسجد رضائے مجتبیٰ ایکس بلاک پیپلز کالونی
گوجرانوالہ

www . SirateMustaqeem . net

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	———	مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے؟
مصنف	———	ڈاکٹر محمد اشرف جلالی مدظلہ
تاریخ اشاعت	———	۱۵ شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ
صفحات	———	۳۲
تعداد	———	۵۰۰
کمپوزنگ	———	words maker lhr. فون 7231391
ہدیہ	———	۸ روپے
ناشر	———	مرکز البحوث الاسلامی داروغہ والا لاہور

ملنے کے پتے

مکتبہ جمال کرم

9۔ مرکز الاولیس، سنٹر ہوٹل دربار مارکیٹ، لاہور فون 7324948

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام

مومن پورہ داروغہ والا لاہور

www.SirateMustaqeem.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد اقبال افغانی صاحب

استاذ الحدیث مرکزی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف

اخذت الرسالة المسماة ﴿مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے﴾ فی نفی القرات خلف الامام عن محمد عابد اخی المولف محمد اشرف آصف عنہ لانظر فیها هل هی قویۃبحسب الدلائل التی ذکرت فیها أوضعیفة وکثیرت فی مآخذها و دلائل ذکرت فیها وکثیرت فعجبت لکثرة مآخذها ودلائلها القرآنیه والأحادیث النبویة مع قوتها و ذکرت أن ما قیل لنا فی زمن تحصیل العلوم فی تعریف الرسالة : ما صغر جسمها و کبر علمها فمصداقه هو هذه الرسالة

وأسال اللہ تعالیٰ أن تکون مروجة فی العلماء سیما فی الطلبة والعوام ' لأنها مفیدة لهم کافادة الشمس للعالم العنصری. من أراد أن ینظر الی فاضل هو افضل منه فی العلم والحافظة فعلیه أن ینظر حسب المطالعة فی رسالة المولف هذه فستعلم أن مولفها فوقه بل فوق اکثر ذی فضل و خیم وان الآصف احسان عظیم من اللہ علی ارض الباکستان سیما علی اهل السنة والجماعة — وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مشیخة محمد اقبال الافغانی

المدرس بالمدرسة المحمدیه النوریه الرضویه فی قریة بهکهی الشهیرة بالشریف ' منڈی بهاؤ الدین ' الباکستان

www.SirateMustaqeem.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی اصغر علی رضوی صاحب
مفتی مرکزی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف منڈی بہاؤ الدین

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ
وصحبہ وعلماء ملتہ اجمعین.

ہمارے مدرسہ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف ﴿مادر علمی﴾ کے عظیم سپوت اور دور جدید کے نامور نوجوان سکالر۔ عزیزم محمد اشرف آصف نے مجھے قراۃ خلف الامام کے موضوع پر لکھا ہوا غیر مطبوع رسالہ مطالعہ کے لئے دیا اور اسی کے متعلق اظہار رائے کی فرمائش کی۔

میں نے مسودہ کا مطالعہ کیا اور پسند کیا۔ علامہ موصوف نے اختصار کے ساتھ مختصر رسالہ میں جتنے دلائل جمع کئے۔ شاید وہ اس موضوع پر لکھی گئی کئی طوالانی کتب میں بھی نظر نہ آئیں۔

علامہ موصوف نے اپنے رسالہ میں اصول فقہ کے مطابق بالترتیب اپنے موقف کو کتاب خداوندی' سنت نبوی' اجماع امت اور قیاس کے ذریعہ ثابت کیا اور وہ اپنے موضوع سے انصاف کرنے میں خاصے کامیاب نظر آئے ہیں۔ اور علامہ موصوف کی محنت وکاوش اور موضوع سے انصاف کی یہ کافی دلیل ہے کہ اس مختصر رسالہ میں انہوں نے تفسیر وحدیث اور فقہ کی درجنوں کتب کی عبارات مع جلد نمبر اور صفحہ نمبر کے درج کی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انداز تحریر متین اور سادہ اور طعن وتشنیع سے مبرا اور مثبت ہے۔

علامہ موصوف نے جہاں یہ ثابت کیا کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سری جہری نماز میں مطلقاً قرات پڑھنا جائز نہیں۔ وہاں یہ بھی ثابت کیا کہ ہمارے اس مسئلہ میں جو مُخالفین ہیں۔ وہ ہماری قرآنی دلیل کے مقابلہ میں کوئی دلیل نہیں رکھتے اور قرآن پاک کو عملاً ترک کئے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت کیا کہ عملی طور پر حدیث پاک پر ہم عمل پیرا ہیں۔ کیونکہ امام الائمہ - سراج الامہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے مسئلہ کے استنباط میں یہ کوشش فرمائی کہ حتی الامکان ضعیف حدیث کو بھی ترک نہ کیا جائے اور ترجیح کے بجائے تطبیق کا راستہ اختیار کر کے احادیث مبارکہ کو ایسے معنیٰ پر محمول کیا جائے کہ تمام احادیث نبوی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام پر اپنے اپنے محمل میں عمل ہو۔ آپ کو اس رسالہ کے مطالعہ سے میری اس بات کی تائید و تصدیق ہو جائے گی۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ کا اس مسئلہ میں یہی اندازِ استنباط ہے جبکہ ہمارے مخالفین نام نہاد اہل حدیث - ایک حدیث پر بزعم خویش عمل پیرا اور قرآنِ پاک کی آیت مبارکہ اور بہت سی صحیح احادیث مبارکہ پر عمل کے تارک بلکہ دانستہ یا نادانستہ ان پر عمل کے منکر ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ علامہ موصوف کے علم و عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور دین اسلام اور مذہب حق اہل سنت و جماعت خصوصاً مسلک حنفی کی مزید خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین بجاہِ حبیبہ الکریم الامین - محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

الراجی الی رحمۃ ربہ القوی

احقر - اصغر علی الرضوی

۲۳ جون ۲۱ھ

۱؎ یہ مقالہ امام اعظم سیمنار کے لئے لکھا گیا۔ جو مجلس گنج بخش نے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل لاہور میں ۱۴ ۳اکتوبر ۲۰۰۰ء کو قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کی صدارت میں منعقد کیا۔

www.SirateMustaqeem.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

موجودہ دور میں ہر طرف فتنوں کے پھیلے ہوئے جال نظر آتے ہیں۔ چاروں طرف انواع و اقسام کے فتنے ہی فتنے ہیں۔ ان کے پردوں کے پیچھے بہت سی نادیدہ قوتیں اپنے اہداف کی خاطر سرگرداں ہیں۔ ان فتن کو برپا کرنے میں مخصوص فکر کے حامل کچھ بزعم خویش مذہبی لوگ بھی ہیں جو اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد آباد رکھنے کے لئے نئے نئے الجھاؤ پیدا کرتے ہیں اور قرآن و سنت سے ثابت شدہ احکام کی تضحیک اور بے جا مخالفت کرتے ہیں۔ ایسے مسائل میں سے ایک مسئلہ فاتحہ خلف الامام ہے۔ جس کے بارے میں خواہ مخواہ ایک شور بپا کیا جا رہا ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہا جا رہا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ جس نے امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ میں امام کے پیچھے مقتدی سے فاتحہ پڑھوانے سے انہیں دراصل دلچسپی نہیں بلکہ وہ عوام میں ایک نئی بات کر کے اپنے خانہ ساز مسلک کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں اور ایسے مسائل کا سہارا لے کر عرف عام میں جو ان کے عنوان کے بارے میں لوگوں میں شدید نفرت پائی جاتی ہے کسی طرح اس کے نشانات مٹانا چاہتے ہیں۔

ایسے حالات میں بندہ نے اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے تحقیق کا سہارا لیا ہے تاکہ مظلوم مگر سچے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہو جائے اور حقیقت کی اپوزیشن میں بیٹھنے والوں کو دعوتِ فکر دے دی جائے تاکہ وہ قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک شرق و غرب میں پھیلی ہوئی برسر تعامل حقیقت کی مخالفت برائے مخالفت چھوڑ دیں۔ اس رسالہ میں بندہ انشاء اللہ تعالیٰ عوام کے لئے صرف ابتدائی دلائل اختصار سے پیش کرے گا۔

www.SirateMustaqeem.net

قرأت خلف الامام اور قرآن

نمبر۱: فرمانِ خداوندی ہے:

واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون۔ ﴿سورۃ الاعراف آیت ۲۰۴﴾

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔''

یہ آیت کریمہ خصوصی طور پر ہر نماز کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب امام جماعت کرا رہا ہو تو مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے اور کان لگا کر امام کی قرأت کو سنے۔ اس بارے میں متعدد دلائل ہیں کہ یہ نماز کے بارے میں ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

عن بشیر بن جابر قال صلی ابن مسعود فسمع ناسا یقرؤن مع الامام فلما انصرف قال اما آن لکم ان تفهمو اما آن لکم ان تعقلوا

﴿واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ کما امرکم الله ﴿تفسیر ابن جریر: ۲۱۶/۹، تفسیر ابن کثیر ۲۹۲/۲﴾

''حضرت بشیر بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے نماز پڑھائی۔ آپ نے کچھ لوگوں کو امام کے پیچھے قرأت کرتے سنا جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ نے کہا: کیا ابھی تمہارے لئے وقت نہیں آیا کہ تم سمجھو؟ کیا ابھی تمہارے لئے وقت نہیں آیا کہ تم عقل کرو؟ جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم فرمایا ہے۔

عن سعید بن جبیر "﴿واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾" قال فی الصلوة المکتوبة ﴿تفسیر ابن جریر ۲۱۷/۹﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت فرضی نماز کے بارے میں ہے۔ عن مجاهد: ﴿واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾" قال فی الصلوة المکتوبة ﴿تفسیر ابن جریر ۲۱۷/۹﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت فرضی نماز کے بارے میں ہے۔ عن ابی وائل ان رجلا سأل ابن مسعود عن القرأة خلف الامام فقال انصت للقرآن فان فی الصلاة شغلا وسیکفیک ذاک الامام ﴿السنن الکبریٰ للبیہقی

۵۳۲/۲﴾۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے سوال کیا کہ کیا امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنی چاہئے تو آپ نے فرمایا قرآن مجید کے لئے چپ رہو کیونکہ نماز میں ایک مشغولیت ہے اور اس میں امام تمہیں کافی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه فی الایه ﴿واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾" یعنی فی الصلوٰة المکتوبة ﴿تفسیر ابن کثیر ۲۹۲/۲﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت فرضی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

عن الزهری قال نزلت هذه الآیة فی فتی من الانصار کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کلما قرا شئیا قرا فنزلت ﴿واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾" ﴿تفسیر ابن جریر ۲۱۶/۶﴾

حضرت زہری سے روایت ہے کہ یہ آیت انصار کے ایک نوجوان کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کسی آیت کی قرأت کرتے تھے تو وہ بھی پیچھے کرتا تھا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کر رہا۔

چنانچہ قرآن مجید سے ثابت ہوا جب امام جماعت کرا رہا ہو تو مقتدی کو اگر امام کی آواز پہنچ رہی ہے تو غور سے سنے ورنہ صرف خاموش رہے۔ نہ فاتحہ پڑھے نہ کچھ اور۔

نمبر۲: ارشاد باری تعالی ہے۔

لاتحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرآنه فاذا قرانه فاتبع قرآنه. ﴿سورۃ القیٰمۃ آیت ۱۶-۱۷-۱۸﴾

"یارسول اللہ آپ یاد کرنے کی جلدی سے قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔"

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام جس وقت وحی لے کر حاضر ہوتے تھے تو آپ جبریل امین کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ جلدی سے قرآن مجید پڑھتے تاکہ سب محفوظ ہوتا جائے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب جبریل قرآن مجید پڑھ رہے ہوں تو آپ اسے غور سے سنیں پھر اس پڑھے ہوئے کو پڑھیں۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ﴿فاتبع قرآنه﴾ کی تفسیر یوں روایت کی گئی ہے۔

قال فاستمع له وانصت. ﴿بخاری ۳/۱﴾

آپ غور سے سنیں اور خاموش رہیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک بخاری شریف میں یوں روایت کیا گیا ہے۔

فكان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعد ذلك اذا اتاه جبريل استمع فاذا انطلق جبريل قرأه النبي صلى الله عليه وسلم كما قرأه - ﴿بخاری: ۳/۱﴾

''اس کے بعد جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل امین علیہ السلام آتے تھے تو آپ ان کی قرأت کو غور سے سنتے رہتے تھے جب وہ چلے جاتے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نازل شدہ کو اسی طرح پڑھتے جس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھا تھا۔''

اس آیت کریمہ میں تو حضرت جبریل علیہ السلام کی قرأت کے دوران امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زبان کی حرکت سے بھی روک دیا گیا۔ چہ جائے کہ زبان سے آواز پیدا ہو لہذا رب کعبہ کے حکم' آداب قرآن مجید' آداب قرأت اور اتباع رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تقاضا بھی ہے کہ امام قرأت کر رہا ہو تو مقتدی غور سے سنے خاموش رہے اور زبان کو ــــ اس مقصد کے لئے حرکت تک بھی نہ دے چہ جائیکہ سرا پڑھے۔ کیونکہ اس آیت کے نزول کے بعد سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں ہے کہ آپ نے جبریل علیہ السلام یا کسی اور قاری کی نماز وغیرہ میں قرأت کے دوران اپنی زبان مبارک کو حرکت دی ہو۔

www.SirateMustaqeem.net

قرأت خلف الامام اور حدیث

سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متعدد احادیث سے یہی ثابت ہے کہ جب امام جماعت کرا رہا ہو خواہ قرأت بالجہر کر رہا ہو یا تلاوت قرآن مجید آہستہ کر رہا ہو جیسا کہ نماز ظہر و عصر میں ہوتا ہے کسی صورت میں مقتدی کے لئے فاتحہ شریف یا سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن مجید کا کوئی حصہ جہراً یا سراً پڑھنا جائز نہیں ہے۔

حدیث ۱: عن ابی موسیٰ الاشعری قال انّ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبنا فبین لنا سنتنا وعلمنا صلاتنا فقال اقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا. آمین.

﴿مسلم ۱/۱۷۴، ابوداؤد ۱/۱۳۷، ابن ماجہ ۶۱، مشکوٰۃ ۷۹، احکام القرآن للجصاص ۳/۳۱، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۱/۱۱۹، کنزالعمال ۷/۶۰۶، ارقم المسلسل ۷۷۰۳۴، الدرایہ ۱/۱۶۳، تفسیر ابن کثیر ۲/۲۹۳، فتاویٰ ابن تیمیہ ۹/۳۰۳﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے ہمارے لئے ہماری سنتیں بیان فرمائیں اور ہمیں ہماری نماز کی تعلیم دی۔ پس آپ نے ارشاد فرمایا اپنی صفوں کو قائم کرو پھر تم میں سے ایک تمہیں امامت کروائے۔ جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے تم خاموش ہو جاؤ اور جب وہ غیر المغضوب علیھم ولاالضالین پڑھے تم آمین کہو۔

حدیث ۲: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد. ﴿ابن ماجہ ۶۱، نسائی ۱/۱۴۶، مشکوٰۃ ۸۱، تفسیر ابن جریر ۶/۲۲۱، طحاوی ۱/۱۵۹، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۴۱۳، احکام القرآن للجصاص ۳/۴۱، تفسیر ابن کثیر ۲/۲۹۳﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا امام تو بنایا ہی اس لئے گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ قرآن پڑھے تم خاموش ہو جاؤ۔ جب وہ ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾ کہے تم آمین کہو۔ جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا لک الحمد کہو۔

ان دونوں احادیث میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام اور مقتدی کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں بتایا ہے۔ جو ان کی مشترکہ ذمہ داری ہے اس کا بھی بیان فرمایا اور جو امور انفرادی طور پر ان کے ذمہ ہیں ان کا بھی تذکرہ فرمایا۔ پہلے فرمایا جب امام تکبیر کہے تم بھی کہو۔ یعنی یہ تم پر مشترکہ فرض ہے۔ اس کے بعد قرأت ﴿عملاً﴾ مشترکہ فرض نہیں ہے بلکہ امام پر قرأت کرنا ضروری ہے اور تم پہ خاموش رہنا ضروری ہے۔ ان دونوں احادیث نے مقتدی پر خاموشی واجب کی ہے اور چونکہ یہ حکم مطلق ہے۔ لہٰذا سری اور جہری دونوں نمازوں کو شامل ہے۔

اگر امام کے پیچھے مقتدی پر قرأت فرض ہوتی تو حکم ہوتا اذا قرء فاقرء وا۔ جب امام قرأت کرے تم بھی قرأت کرو۔ یہاں ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ قرأت کے برعکس انصات یعنی خاموشی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دونوں احادیث شریف میں ہے۔ اذا قال ﴿غیر المغضوب علیھم﴾ جب امام فاتحہ پڑھ لے واحد کا صیغہ ہے۔ جمع نہیں ہے۔ اگر مقتدی کے لئے بھی فاتحہ ضروری ہوتی تو عبارت ہوتی۔ اذا قلتم ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾ یعنی جب تم فاتحہ پڑھ لو تو آمین کہو۔

امام ابوبکر جصاص ان احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قولہ انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا قرء فانصتوا اخبار منہ ان من الائتمام بالامام الانصات لقراء تہ وھذا یدل علی انہ غیر جائز ان ینصت الامام لقراء ۃ الاماموم لانہ لو کان ماموراً بالانصات لہ لکان ماموما بالائتمام بہ فیصیر الامام ماموما والماموم اماما فی حالۃ واحدۃ وھذا فاسد ﴿احکام القرآن ۳:۴۱﴾

’’نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان ﴿انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا قرء

فانصتوا﴾ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے یہ خبر ہے کہ امام کی اقتداء کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آدمی اس کی قرأت کے لئے خاموش ہو جائے یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ جائز نہیں ہے کہ امام مقتدی کی قرأت کے لئے خاموش ہو جائے۔ یعنی کوئی اگر کہے کہ مقتدی کو فاتحہ پڑھنے کا امام وقفہ دے تاکہ ﴿اذا قری القرآن فاستمعوا کی خلاف ورزی لازم نہ آئے﴾ کیونکہ اگر اس پر مقتدی کی قرأت کی وجہ سے خاموشی لازم قرار دی جائے تو یہ امام اپنے مقتدی کا مقتدی بن جائے گا تو لازم آئے گا۔ ایک ہی حالت میں امام مقتدی بن جائے اور مقتدی امام بن جائے اور یہ فاسد ہے۔"

لہٰذا مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ جو چیز فاسد کو مستلزم ہو خود فاسد ہوتی ہے۔

حدیث ۳: عن جابر بن عبداللہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ. ﴿سنن ابن ماجہ ۶۱، طحاوی ۱/۱۵۹، احکام القرآن للجصاص ۳/۴۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۵۹، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۴۱۳، قرطبی ۱/۱۲۰، تفسیر ابن کثیر ۲/۲۹۲﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کا کوئی امام ہو ﴿یعنی کسی امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا ہو﴾ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے اور موطا امام محمد ﴿۹۸﴾ میں ہے من صلی خلف الامام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ جس نے امام کے نماز پڑھی امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے۔

ایک سوال: بعض فتنہ پرور ہمارے سادہ لوح بھائیوں کو کہتے ہیں اگر امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے تو تم پھر امام کے پیچھے تکبیر کیوں کہتے ہو؟ تسبیح کیوں پڑھتے ہو؟ وغیرہ وغیرہ۔

جواب: - ہم تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس کے الفاظ کے پابند ہیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا: من کان لہ امام فتسبیح الامام لہ تسبیح - جس کا امام ہو امام کا تسبیح پڑھنا مقتدی کا تسبیح پڑھنا ہے۔ نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے: من کان لہ امام فتکبیر الامام لہ تکبیر. کہ جس کا کوئی امام ہو امام کا تکبیر

کہنا مقتدی کا تکبیر کہنا ہے بلکہ وہاں تو یہ فرمایا کہ اذا کبر الامام فکبروا۔ جب امام تکبیر کہتے تم بھی تکبیر کہو۔ صرف قرأت کے بارے میں فرمایا ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے اور لفظ قرأت باب نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ خاص ہے جو کہ قیام میں کی جاتی ہے بحیثیت رکن۔ یہاں تک کہ قعدہ اخیرہ میں رب اجعلنی مقیم الصلوۃ الخ بھی قرأت نماز نہیں بلکہ دعا ہے۔ بحیثیت ورد دُعا قرآن مجید کے الفاظ یا آیات پڑھنے کا اور حکم ہے۔ اور قرأت نماز اور ہے۔ یہاں تک کہ ''الحمد للہ'' کہنے کا بنیت تلاوت اور حکم ہے اور ادائیگی شکر کے لئے کہنے کا اور حکم ہے۔ تفصیل فتح القدیر ۱/۱۴۹ میں ہے کہ پہلی نیت سے حائض کے لئے الحمد للہ کہنا مکروہ ہے اور دوسری نیت سے مکروہ نہیں ہے۔

یہ حدیث شریف بھی عام ہے جو بھی کسی امام کا مقتدی ہو خواہ سری نماز ہو یا جہری اس کے لئے یہی حکم ہے کہ امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔

حضرت امام رازی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کچھ لوگ قرأت خلف الامام کے بارے مناظرہ کرنے کے لئے آئے اور سب نے بولنا شروع کر دیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا اس طرح بات کیسے ہو سکتی ہے جو تم میں سے سب سے بڑا عالم اسے بات کرنے دو تو انہوں نے ایک کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تم میں سے بڑا عالم ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں!

آپ نے فرمایا اس ایک کے ساتھ مناظرہ تم سب کے ساتھ مناظرہ قرار پائے گا۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے فرمایا اگر میں اس پر غالب آ جاؤں اور اسے شکست دے دوں تو تم سب شکست خوردہ ٹھہرو گے۔ انہوں نے کہا: ہاں! امام صاحب نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یعنی جب تم نہ مناظرہ کر رہے ہو نہ تم بول رہے ہو تو انہوں نے کہا:

لأنا رضينا به اماما فكان قوله قولا لنا قال ابو حنيفة فنحن لما اخترنا الامام في الصلاة كانت قرائته قراءة لنا. ﴿تفسیر کبیر ۱/۲۱۲﴾

''کیونکہ جب ہم نے اسے مناظرے میں اپنا امام مان لیا ہے تو اس کا قول ہمارا

قول ہوگا۔ اس پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا جب ہم نے نماز میں ایک آدمی کو اپنا امام بنالیا ہے تو اس کی قرأت ہماری قرأت ہے۔'

یعنی ایک آدمی کے ساتھ بات کرنے کے یہ آداب ہیں کہ اس سے ایک بات کرے سارے نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے آداب تو اس سے کہیں زیادہ ہیں ﴿اگرچہ وہ سب کی سن لیتا ہے﴾ نماز تو اللہ تعالیٰ سے مناجات ہے تو اس میں امام کی ترجمانی پر اعتماد کرنا چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں اپنے طور پر سمجھا جارہا ہے کہ ایک کا مناظرہ کرنا جب وہ ان کا قائد ہے سب کا مناظرہ کرنا ہے۔ ادھر تو شریعت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جس کا امام ہو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

ترک قرأت خلف الامام ایک تدریجی عمل

نماز کی ہیئت و ترکیب میں کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں تب یہ اپنی آخری اور موجودہ شکل میں پہنچی۔ ابتداء اسلام میں تو لوگ نماز میں گفتگو بھی کرلیتے تھے۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر ۶/۶۱۲ اور تفسیر ابن کثیر ۲/۲۹۲ میں ہے اور بعض لوگ نماز کے اندر ہی ایک دوسرے کو سلام کہہ دیتے تھے جیسا کہ تفسیر ابن کثیر ۱/۲۹۲ میں ہے۔ چنانچہ جو گفتگو میں کوئی حرج نہیں خیال کرتے تھے۔ قرأت میں تو ان کی رائے کے مطابق بطریق اولیٰ کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اسی بنا پر کچھ لوگ امام کے پیچھے قرأت کرنے لگے۔ ان کا یہ عمل سری نمازوں میں بھی شروع ہوا اور جہری نمازوں میں بھی۔ ان تینوں اعمال سے آیت کریمہ ﴿اذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ نے روک دیا۔ یعنی امام کے پیچھے سلام و کلام کرے نہ قرأت پڑھے۔ نماز سری ہو یا جہری۔ فاتحہ پڑھے نہ کوئی دوسری آیت و سورت۔

جیسا کہ پیچھے براھین سے ثابت ہوا کہ یہ آیت نماز کے بارے میں ہے۔ نماز میں امام جو قرآن مجید پڑھتا ہے اس کی دو حالتیں ہیں۔ جہراً یعنی بلند آواز سے اور سراً یعنی آہستہ اور قرأت القرآن ان دونوں کو شامل ہے۔ جیسا قرأت جہری کو شامل ایسے

ہی قرأت سری کو بھی شامل ہے۔ اسی لئے آگے دو حکم ہیں۔ نمبر ا ﴿فاستمعوا﴾ غور سے سنو یعنی اگر قرأت جہری ہو تمہیں آواز پہنچے تو غور سے سنو۔

۲ - انصتوا - یعنی اگر قرأت سری ہو تو خاموش رہو۔ یہ نماز کی صرف قرأت جہری کی بات نہیں تھی ورنہ آیت یوں ہوتی اذا اسمع القرآن فاستمعوا لہٗ یا اذا جھر بالقرآن فاستمعوا لہ

کہ جب تمہیں قرآن مجید سنایا جائے تو اسے غور سے سنو۔ یا جب قرآن کی آواز تمہیں آئے تو اسے غور سے سنو۔ قرأتِ قرآن عام ہے اور اسماع قرآن خاص ہے۔ قرآن مجید میں عام کو استعمال کیا ہے۔ جس میں سری اور جہری دونوں قسم کی نمازوں میں مقتدی کے لئے خاموشی کو واجب کیا گیا ہے۔

جب خاموشی واجب ہے تو مقتدی امام کے پیچھے سراً قرأت کر سکتا ہے۔ نہ جہراً۔ کیونکہ جب کوئی سری طور پر بھی قرأت کر رہا ہو اس کو منصت ﴿خاموش﴾ نہیں کہا جا سکتا۔ جوہری نے کہا ہے الانصات : السکوت والا ستماع للحدیث ﴿صحاح ا/ ۲۶۸ باب التاء القاموس المحیط ا/ ۱۶۵ باب التاء﴾ قرأت سری کی دو تعریفیں کی جا سکتی ہیں۔

ا - ان یسمع نفسہ لان مجرد حرکۃ اللسان لایسمی قرأۃ ﴿ماخوذ از ہدایہ ا/ ۹۸﴾

کہ پڑھنے والا جو کچھ پڑھ رہا ہے اس کے کانوں کو سنائی دے کیونکہ صرف زبان کی حرکت بغیر آواز کے اگرچہ معمولی سی ہو اسے قرأت نہیں کہا جاتا۔"

۲ - ادنی المخافتۃ تصحیح الحروف لأن القرأۃ فعل اللسان دون الصماخ ﴿ہدایہ ۹۸﴾

سب سے کم درجہ کی سری قرأت یہ ہے کہ حروف کی ادائیگی صحیح ہو ﴿اگرچہ آواز اپنے کان تک نہ جائے کیونکہ قرأت زبان کا فعل ہے کان کے سوراخ کا فعل نہیں۔

چنانچہ لغت' عرف اور شرع میں حرف دل کے خیال کو زبان سے حروف کی صحیح ادائیگی کے بغیر' قرأت کہا جا سکتا ہے۔

ان تعریفات میں سے سری قرأت کی جو بھی تعریف کی جائے۔ امام کے پیچھے اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ امام ابوبکر جصاص کہتے ہیں۔

قد بينا دلالة الآية على وجوب الانصات عند قرأة الامام في حال الجهر والاخفا، وقال اهل اللغة : الانصات الامساک عن الکلام والسکوت لاستماع القرأة ولا یکون القاری منصتاولا ساکتا بحال و ذلک لأن السکوت ضد الکلام وھو تسکین الالة عن التحریک بالکلام' احکام القرآن للجصاص ﴿۴۰/۳﴾

''ہم نے یہ بیان کر دیا ہے کہ آیت کریمہ ﴿اذا قری القرآن﴾ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ امام جہراً قرأت کرے یا سراً مقتدی پر خاموشی واجب ہے۔ لغت کے ماہرین نے کہا ہے : کہ یہاں انصات یہ ہو گا کہ آدمی کلام سے رک جائے اور قرأت کو غور سے سننے کے لئے خاموش رہے۔ جو قاری ﴿پڑھنے والا﴾ ہو اس کو منصت ﴿خاموش﴾ نہیں کہہ سکتے یعنی ایک ہی وقت میں کوئی قرأت کرنے والا بھی ہو اور خاموش بھی ہو یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ سکوت کلام کی ضد ہے۔ اس لئے کہ سکوت کی تعریف یہ ہے کہ زبان کو کلام کے ساتھ حرکت نہ دی جائے۔''

چونکہ مقتدی کو منصت ﴿خاموش﴾ بننے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ جہراً تو کیا سراً بھی قرأت نہیں کرسکتا۔ اس آیت کریمہ کا جب نزول ہوا تو نماز کے دوران باتوں میں مصروف ہو جانے والوں' سلام کہنے والوں جہری قرأت کے دوران پڑھنے والوں اور سری قرأت کے دوران پڑھنے والوں سب کو روک دیا گیا لیکن لوگوں کے اس پر مطلع ہونے کے لحاظ سے تقدیم و تاخیر ہوئی۔ اس لحاظ سے ان کی ضرورت کے پیش نظر زبان نبوی سے ارشادات صادر ہوتے رہے۔ تو ان لوگوں کے لحاظ سے اس میں تدریج ہے۔ چنانچہ اس تدریج پر احادیث دلالت کرتی ہیں۔

نماز میں کلام الناس سے منع

عن معاوية بن حكم قال بينا انا اصلي مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا عطس رجل من القوم فقلت يرحمک الله فرماني القوم بابصارهم فقلت واثكل امياه ماشانكم تنظرون الي فجعلوا يضربون بايديهم على افخاذهم فلما رأيتهم يصمتونني لكني سكت فلما صلىٰ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه

وسلم فبابی هو و امی مارأیت معلما قبله ولا بعده احسن تعلیما منه فواللہ ماکهرنی ولا ضربنی ولا شتمنی قال ان هذه الصلوة لا یصلح فیها شیٔ من کلام الناس انما هی التسبیح والتکبیر ﴿مشکوٰۃ ۹۰، ابوداؤد ۱/۱۳۱﴾

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا ایک آدمی نے چھینک ماری تو میں نے کہا یرحمک اللہ تو قوم نے مجھے آنکھوں سے گھورنا شروع کیا تو میں نے کہا اے اس کی ماں کا رونا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے میری طرف دیکھتے۔ وہ اپنے رانوں پر ہاتھ مارنے لگے۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ مجھے چپ کرا رہے ہیں ﴿میں غصہ کی وجہ سے چُپ تو نہیں کرنا چاہتا تھا﴾ لیکن میں چپ ہو گیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہو جائیں میں نے تعلیم کے لحاظ سے آپ سے اچھا معلم کوئی نہیں دیکھا۔ آپ سے پہلے اور نہ ہی آپ کے بعد۔ خدا کی قسم نہ آپ نے مجھ پر قہر کیا نہ مارا اور نہ ہی گالی دی۔ آپ نے تو یہ فرمایا کہ اس نماز کے اندر کلام الناس کی گنجائش نہیں ہے یہ تو تسبیح و تکبیر ہے۔

چونکہ نماز میں باتوں کا حکم قرأت سے مختلف ہے۔ اگرچہ آیت ﴿اذا قری القرآن﴾ میں قرأت خلف الامام کے ضمن میں باتوں سے بھی منع کیا گیا۔ لیکن بعد میں باتوں سے روکنے کو علیحدہ آیت بھی نازل ہوئی۔ حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں۔

ان کنا لنتکلم فی الصلوة علی عهد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یکلم احد صاحبة بحاجته حتی نزلت فامرنا بالسکوت حتیٰ نزلت. ﴿حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وقوموا للہ قانتین﴾ ﴿بخاری ۱/ ۱۶۰﴾

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم نماز میں باتیں کر لیتے تھے ایک دوسرے سے اپنی حاجت کے بارے میں کہہ لیتا تھا۔ یہاں تک ﴿حافظوا علی الصلوات والصلوة والوسطی وقوموا للہ قانتین﴾ نازل ہوئی تو ہمیں باتوں سے روک دیا گیا۔

جہری نمازوں میں قرأت خلف الامام سے منع

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصرف من صلوٰۃ جھر فیھا بالقرأۃ فقال ھل قرأ منکم معی احدآ نفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی اقول مالی انازع القرآن قال فانتھی الناس عن القرأۃ مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما جھر بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالقرأۃ من الصلوات حین سمعوا ذلک.

﴿موطا امام مالک ۶۹، جامع ترمذی ۱/ ۷۱، نسائی ۱/ ۱۴۶، ابوداؤد ۱/ ۱۲۴، طحاوی ۱/ ۱۵۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۱۲، تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۹۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/ ۵۲۸﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے ایک آدمی نے کہا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں ﴿دل میں﴾ کہتا تھا۔ مجھے کیا ہوا میں قرآن مجید کے بارے میں الجھاؤ میں ڈالا گیا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ بات سننے کے بعد لوگ جہری نمازوں میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کرنے سے رک گئے۔

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کچھ لوگ ابھی تک ﴿اذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا﴾ کے حکم سے پوری طرح واقف نہیں تھے اور وہ بہت قلیل تھے۔ اس لئے صرف ایک آدمی نے ہی بارگاہِ رسالت میں اقرار کیا اور حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوال سے بھی قلت کا پتہ چل رہا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سوال تھا کہ کیا تم میں سے کسی ایک نے میرے ساتھ قرأت کی ہے۔ تو یہ منع اگرچہ مذکورہ آیت سے وارد ہو چکی تھی مگر کچھ لوگ ابھی تک مطلع نہیں تھے۔

مطلقاً نماز میں قرأت خلف الامام سے منع

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم ثم اقبل بوجهه فقال اتقرؤن والامام یقرء فسکتوا فسألهم ثلاثا فقالوا انا لنفعل هذا قال فلا تفعلوا. ﴿طحاوی ۱/۱۸۹، ۔۔۔ ۱/۱۶۵﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ادا کی ﴿یعنی جماعت کرائی﴾ پھر آپ ﴿لوگوں کی طرف﴾ متوجہ ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم امام کی قرأت کے دوران قرأت کرتے ہو آپ نے ان سے تین مرتبہ سوال کیا۔ تب انہوں نے کہا۔ ہم ایسا کرتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو۔ ﴿یعنی امام کے پیچھے قرأت نہ کرو﴾

ان احادیث سے چند باتیں ثابت ہوئی۔

۱۔ جو صحابہ علیہم الرضوان حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کرتے تھے۔ انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حکم نہیں فرمایا تھا بلکہ وہ اپنے طور پر اسے جائز سمجھتے کہ جب گفتگو کرنا جائز ہے تو قرأت کو بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔ یا پھر حکم دے کر منسوخ فرما چکے تھے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر انہیں حکم دیا ہوتا کہ امام کے پیچھے پڑھنا فرض ہے۔ اور اسے منسوخ نہ کیا ہوتا۔ تو پھر آپ ان سے سوال نہ کرتے۔ چہ جائیکہ غصہ سے باز پرس کرتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے صرف ایک نہیں بلکہ تمام فوراً جواب دیتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاں ہم پڑھتے ہیں کیونکہ انہیں خوشی سے اس سعادت کا اظہار کرنا چاہیے تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے ہمیں حکم فرمایا تھا۔ ہم نے غفلت نہیں کی۔ اس پر پابندی سے عمل کر رہے ہیں جبکہ اس طرح نہیں ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموش رہے۔ یہاں تک دوسری مرتبہ سوال کیا پھر آپ نے تیسری مرتبہ سوال فرمایا پھر صحابہ اکرام علیہم الرضوان نے جواب دیا۔ واضح رہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوال کے انداز زجر ﴿ڈانٹ﴾ کا رنگ غالب تھا۔ اسی لئے صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سہم گئے اور جلد جواب نہ دیا۔ اور جس کسی نے قرأت کی تھی سرّ کی تھی ورنہ سوال کی ضرورت ہی نہ پڑتی جو ظاہر کے لحاظ سے کیا گیا تھا۔

www.SirateMustaqeem.net

۲ - فاتحہ خلف الامام یا قرأت خلف الامام سے حقیقتاً تو ﴿اذا قری القرآن﴾ کی وجہ سے منع کیا لیکن تمام لوگ ابھی اس حکم یا مامور بہ کے جمیع افراد سے مطلع نہیں تھے۔

وہ افراد یہ ہیں: ۱ - نماز میں قرأت قرآن سری کے وقت باتوں سے خاموشی۔ ۲ - نماز میں قرأت قرآن جہری کے وقت باتوں سے خاموشی۔ ۳ - امام کی قرأت سری کے دوران قرأت سے خاموشی۔ ۴ - امام کی قرأت جہری کے دوران قرأت سے خاموشی۔ ان افراد کا حسب ضرورت علیحدہ علیحدہ بیان کیا۔ ان تمن احادیث وغیرھا میں جو تدریج ہے وہ بیان واقعہ کے لحاظ سے ہے۔ یہ قید احترازی کی طرح نہیں اور نہ ہی ان کا کوئی مفہوم مخالف مراد لیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کہا جائے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جہری میں مقتدی امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھے لیکن سری میں تو پڑھنے کی نفی نہیں ہے تو یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ یہاں واقعہ جہری کا تھا تو اسے ان الفاظ سے بیان کر دیا گیا۔ سری کی نفی نہیں ہے۔ اس کی ایک مثال سمجھئے۔ قرآن مجید میں ہے۔

واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذی کفروا۔ ﴿سورۃ النساء آیت ۱۰۱﴾

''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو۔ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر کفار کے فتنے کا خوف ہو تو پھر نماز قصر جائز ہے اور اگر ان کا خوف نہ ہو تو پھر جتنی مسافت بھی ہو انسان قصر نہ کرے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیحین میں سے مروی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ شریف اور مدینہ شریف کے درمیان سفر میں عدم خوف کی حالت میں نماز قصر پڑھی۔ اس پر ائمہ اربعہ کا عمل ہے۔ اس مسئلہ میں ہمارے مخاطب بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ بظاہر تو یہ حکم مشروط ہے۔ حالت خوف کے ساتھ اور ادھر حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں قید شرط تو موجود ہی نہیں اس سے کمزور یعنی

قید وصف موجود ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں۔ بیان للواقع اذ ذلک فلا مفہوم لہ ﴿جلالین ۸۵﴾

''﴿ان خفتم﴾ میں اس وقت کے واقعہ کا بیان کیا ہے۔ اس کا کوئی مفہوم مخالف نہیں۔'' مطلب یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت حالت خوف تھی۔ اس کو ضمناً بیان کر دیا گیا۔ حکم کو اس کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا۔ ایسے حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں واقعہ کا بیان ہے حکم کو مقید نہیں کیا گیا۔

قرأت خلف الامام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بکثرت ایسے آثار ملتے ہیں جو قرأت خلف الامام سے منع کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت نافع اور حضرت انس بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں۔

قال عمر بن الخطاب تکفیک قرأة الامام ﴿مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۱۲﴾

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیرے لئے امام کی قرأت کافی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرة

﴿احکام القرآن للجصاص ۳/۳۳' طحاوی ۱/۱۶۰' مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۱۲﴾

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس نے امام کے پیچھے قرأت کی وہ فطرت پر نہیں ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عن ابی وائل عن ابن مسعود قال انصت للقرأة فان فی الصلوٰة شغلا وسیکفیک ذالک الامام ﴿طحاوی ۱/۱۶۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۶۰' موطا امام محمد ۱۰۰﴾

''حضرت ابو وائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا قرأت کے لئے خاموشی اختیار کر کیونکہ نماز میں ایک مشغولیت ہے اور اس کام کے لئے تجھے امام کافی ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عن علقمه عن ابن مسعود قال ليت الذى يقرء خلف الامام ملئ فوه ترابا -

﴿طحاوی ۱/۱۶۰، احکام القرآن للجصاص ۳/۴۳﴾

حضرت علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا کاش کہ وہ آدمی جو امام کے پیچھے قرآن پڑھے اس کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا سئل هل يقرء احد خلف الامام يقول اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قرأة الامام و كان عبدالله بن عمر لايقرأ خلف الامام ﴿طحاوی: ۱/۱۶۰، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۶۳، موطا امام مالک ۶۸﴾

حضرت نافع سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا جاتا کیا کوئی امام پیچھے قرأت کرے آپ فرماتے جو امام کا مقتدی ہو اس کے لئے امام کی قرأت کافی ہے۔ آپ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عن ابى جمرة قال قلت لابن عباس اقرا و الامام بين يدى - قال لا ﴿طحاوی ۱/۱۶۰﴾

''حضرت ابو جمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کیا میں قرأت کروں حالانکہ امام میرے آگے ہو آپ نے فرمایا نہیں

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱ - قال من قرا وراء الامام فلا صلاۃ له

﴿السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۶۳ و احکام القرآن للجصاص ۳/۳۲﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جس نے امام پیچھے قرأت کی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ ﴿طحاوی ۱/۱۶۰﴾

۲ - عن عطاء بن یسار عن زید بن ثابت قال : لاقراۃ خلف الامام

﴿مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۱۴﴾

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے کوئی قرأت نہیں۔

۳ - عن زید بن ثابت قال لا یقرأ خلف الامام ان جهرو لا ان خافت

﴿مصنف ابن ابو شیبہ ۱/۳۱۳﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے خواہ وہ بالجہر قرأت کر رہا ہو یا آہستہ پڑھ رہا ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال لا یقرأ خلف الامام ﴿مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۱۳﴾

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال وددت أن الذی یقرأ خلف الامام فی فیه جمرة

﴿احکام القرآن للجصاص ۳/۳۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۱۲﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ آدمی جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے مجھے اچھا لگتا ہے کہ اس کے منہ میں انگارہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت زید بن ثابت اور

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

عن عبید اللہ بن مقسم انہ سأل عبد اللہ بن عمرو زید بن ثابت و جابر بن عبداللہ فقالوا لاتقرأ خلف الامام فی شییٔ من الصلوات ﴿طحاوی ۱/۱۶۰﴾

حضرت عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت زید بن ثابت اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی کچھ نہ پڑھا جائے۔

ستر بدری صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

قال الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلھم "یمنعون المقتدی عن القرأۃ خلف الامام ﴿روح المعانی ۹/۱۵۲، شرح العنایہ ۱/۲۹۴﴾

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے ستر بدری صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا وہ سارے مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت سے منع کرتے تھے۔

ترک قرأت خلف الامام پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع

ہدایہ میں ہے: وعلیہ اجماع الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

﴿ہدایہ ۱/۱۰۰ - جامع المضرات ۶۷﴾

امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے کیونکہ قرأت خلف الامام کے بارے میں اسی (۸۰) کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منع روایت ہے جیسا کہ ﴿العنایہ ۱/۲۹۴﴾ میں ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد اجمعوا علی ترک القرأۃ خلف الامام ﴿طحاوی ۱/۱۵۸﴾

''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت نے ترک قرأت پر

اجماع کیا ہے۔

اگر چہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے خلاف روایت ہے لیکن اس سے اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ اجماع صحابہ سے ہماری مراد مجتہد اور کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے جو کہ پایا گیا ہے۔ امام بابرتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ اس اجماع سے مراد مجتہد اور کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے سختی سے منع کرتے تھے اور بقیہ کی طرف سے ان پر رد ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ اجماع سکوتی قرار پایا۔ ﴿العنایہ مع الفتح: ۱/۲۹۳﴾

بات حدیث فاتحہ کی

فاتحہ شریف نماز میں پڑھنے کے بارے میں حدیث شریف جس کو ایک طبقہ نے اپنی احادیث کو چھوڑ کر ورد زبان بنا رکھا ہے۔ وہ امام اور منفرد ﴿یعنی جو اکیلا پڑھ رہا ہو جماعت کے علاوہ﴾ کے لئے ہے نماز کے اندر جب مقتدی کو قرأت سے منع کیا گیا ہے۔ تو فاتحہ ہو یا فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت۔ امام کے پیچھے اس کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ قرأت فاتحہ خاص ہے اور قرأت عام ہے عام کی نفی سے خاص کی نفی ہو جاتی ہے۔ نیز جس طرح حدیث شریف میں ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ایسے یہ بھی صحیح حدیث شریف میں ہے کہ فاتحہ اور اس کچھ زائد کے بغیر نماز نہیں۔ وہ یہ حدیث شریف ہے: عن ابی هريرة أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم امره ان يخرج ينادى فى الناس أن يخرج ينادى فى الناس أن لا صلاة الا بقرأة فاتحة الكتاب فما زاد۔ ﴿المستدرک للحاکم: ۱/۵۰۸' ابوداود ۱/۱۲۵﴾

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ

www.SirateMustaqeem.net

تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا تھا کہ وہ نکلیں اور لوگوں میں اعلان کر دیں۔ فاتحہ اور اس کے علاوہ کچھ قرآن مجید پڑھے بغیر نماز نہیں ہے۔"

اس حدیث شریف کے بارے میں حاکم نے کہا ہے۔

هذا حديث صحيح لاغبار عليه

یہ حدیث صحیح ہے اس پر کوئی غبار نہیں ہے۔

چنانچہ فاتحہ کا حکم امام کے پیچھے دوسری سورۃ یا آیات سے علیحدہ نہیں ہے کہ کہا جائے باقی قرأت تو جائز نہیں ہے۔ فاتحہ جائز ہے۔ لہٰذا فاتحہ اور غیر فاتحہ کا امام کے پیچھے قرأت کے لحاظ سے حکم ایک ہے۔ یہ حدیث شریف امام اور منفرد کے بارے میں ہے کہ یہ فاتحہ اور اس سے زائد نہیں پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی۔ اس بات سے دونوں احادیث پر عمل ہو جائے گا۔ کیونکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقتدی کو مستثنیٰ کیا ہے۔ مذکورہ ساری بحث کے علاوہ آئندہ حدیث شریف سے بھی اس کی تائید ہو رہی ہے۔

عن جابر بن عبدالله عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه قال من صلی رکعة فلم یقرأ فیها بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام ﴿طحاوی شریف ۱/۱۵۹، المدونۃ الکبریٰ ۱/۶۸، احکام القرآن للجصاص ۳/۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۵۳۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۵۳۲﴾

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے نماز ادا کی اور اس میں فاتحہ شریف نہ پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے۔"

یعنی یہ فاتحہ پڑھنے کا جو ضروری حکم ہے وہ امام کی اقتدا کے علاوہ ہے یعنی امام کے لئے منفرد کے لئے۔

اس بحث میں بھی ہمارے مخالف خلط مبحث کا ارتکاب کرتے ہیں اور ہمیں کہتے کہ فاتحہ کے بغیر تمہاری نماز کیسے ہوگی۔ ہم کہتے ہیں ہماری نماز قرأت فاتحہ کے بغیر ہے ہی نہیں کیونکہ ہم نے فاتحہ نہ پڑھنے کا قول صرف حالت اقتدا میں کیا ہے۔ اس وقت مقتدی کی طرف سے قرأت فاتحہ ترک نہیں ہوئی بلکہ پائی گئی ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ

www.SirateMustaqeem.net

تعالیٰ علیہ وسلم نے امام کی قرأت کو مقتدی کی قرأت قرار دیا ہے۔ چنانچہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس بات پُر تو اتفاق ہے۔ ہمارے مخالف کو اس بارے میں دلیل ہی نہیں پیش کرنی چاہیئے۔ بلکہ نسبت اختلاف پر دلیل دینی چاہیئے۔ اختلاف اس بات میں ہے ہم کہتے کہ امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔ وہ کہتے ہیں نہیں۔ اُن پر لازم ہے کہ اس بات پر دلیل دیں۔ اور اس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جبکہ ہم نے تو حدیث شریف شروع میں ذکر کر دی ہے۔

روایت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غیر مقلدین امام کے پیچھے فاتحہ شریف پڑھنے کیلئے حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کو اپنا آخری سہارا سمجھتے ہیں ہم اس کو بھی ذکر کر کے جواب دے دیتے ہیں۔

عن عبادة بن الصامت قال صلی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صلاة الفجر فتعامی علیه القرأة فلما سلم قال اتقرؤن خلفی قالوا نعم یا رسول الله قال لا تفعلوا الا بفاتحه الکتاب فانه لا صلوٰة لمن لم یقرأ بها.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر ادا کی آپ پر قرأت الجھ گئی جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میرے پیچھے قرأت کرتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو مگر فاتحہ الکتاب کے ساتھ کیونکہ جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی۔

اس حدیث شریف میں اضطراب ہے کیونکہ اس کی سند ہے۔ صدقہ بن خالد عن زید بن واقد عن مکحول عن نافع بن محمود بن ربیعہ عن عبادہ۔ اس سند کے اندر جو نافع بن محمود ہے وہ مجہول ہے جیسا کہ "تہذیب التہذیب: ۱۰/۳۶۶' نیل الاوطار ۱۹/۲۹" میں ہے۔ نیز اس کے مرفوع ہونے میں بھی اختلاف ہے کیونکہ یہی حدیث شریف محمود بن ربیع حضرت عبادہ بن صامت سے موقوفاً روایت ہے اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہی نہیں ہے جیسا کہ احکام القرآن للجصاص ۳/۴۲

تیسرا سقم اس میں یہ ہے کہ یہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے جس کا تفصیلی ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب سلام پھیرا ان سے پوچھا اور پھر آپ نے فرمایا ﴿لاتفعلوا﴾ اس میں فاتحۃ الکتاب کے استثناء کا ذکر ہی نہیں کہ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھو۔ ﴿احکام القرآن للجصاص ۳/۴۲﴾

لہذا یہ روایت جس میں تین طرح کا اضطراب ہے۔ اس کو قرآن مجید، صحیح احادیث اور کثیر صحیح آثار صحابہ کے مقابلے میں نہیں پیش کیا جا سکتا۔ باقی غیر مقلدین کے پاس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول اقراء بها في نفسك ﴿کہ فاتحہ اپنے نفس میں پڑھ لو﴾ یہ قول آیات اور فرامین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔ نیز اگر یہ صحیح ہے تو پھر اس کا معنی ہے اپنے دل میں پڑھ لو یعنی فاتحہ کا خیال کر یا نفسک وحدک کے معنی میں بھی ہوتا ہے کہ علیحدہ ہو تو پڑھ لو۔

عقل کا فیصلہ بھی یہی ہے

آیات، احادیث اور آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ عقل نے بھی یہی فیصلہ دیا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت ﴿فاتحہ یا غیر فاتحہ﴾ کی اجازت نہیں۔

حضرت امام طحاوی عقل کا فیصلہ سناتے ہیں۔

التمسنا حكمه من طريق النظر فرأيناهم جميعا لا يختلفون في الرجل ياتي الامام وهو راكع انه يكبر ويركع معه ويعتد بتلك الركعة احتمل ان يكون انما اجزاه ذلك لمكان الضرورة واحتمل ان يكون انما اجزاه ذلك لان القرأ خلف الامام ليست عليه فرضا فاعتبرنا ذلك فرايناهم لا يختلفون ان من جاء الى الامام وهو راكع فركع قبل ان يدخل في الصلوة بتكبير كان منه ان ذلك لا يجزيه وان كان انما تركه لحال الضرورة و خوف فوات الركعة فكان لا بد له من قومة في حال الضرورة وغير حال الضرورة فهذه صفات الفرائض التي لا بد منها في الصلاة — ولا تجزى الصلوة الا باصابتها — فلما كانت القرأة مخالفة لذلك وساقطة في حال الضرورة كانت من غير جنس ذلك فكانت في النظر ايضاً

ساقطة فی غیر حالة الضرورة ﴿طحاوی شریف ۱/۱۵۹﴾

''اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ ایک اگر آدمی اس وقت جماعت میں شریک ہوا جبکہ امام رکوع میں تھا۔ اس آدمی نے تکبیر تحریمہ کہی اور امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو گیا۔ تو اس کی وہ رکعت شمار کی جائے گی۔ یہاں اس نے تو قرأت کی ہی نہیں۔ فاتحہ کی اور نہ ہی کسی اور سورۃ کی اس کے باوجود اس کی رکعت ہو جائے گی۔ اگر اس رکعت میں اس کے لئے قرأت فرض ہوتی تو ہرگز اس کی رکعت ہی نہ ہوتی بلکہ امام کی اقتداء کی وجہ سے امام کی قرأت اس کی قرأت شمار ہو گئی ہے۔

یہاں کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ اس حالت میں اس کی رکعت شمار ہو جانے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس پر قرأت خلف الامام فرض نہیں ہے اور امام کی قرأت اس کی قرأت ہے بلکہ یہاں تو ضرورت کے پیش نظر اس کی رکعت کا اعتبار کر لیا گیا ہے جبکہ جو شروع سے امام کی اقتداء میں ہے اس کے حق میں تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں رکعت کا اعتبار ضرورت کی بنا پر نہیں کیا گیا بلکہ اس بنا پر کیا گیا ہے کہ یہ شخص امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو گیا ہے اور امام نے اس رکعت کی قرأت کر لی ہے۔ چنانچہ اس کی اقتدا سے اس کی قرأت اس مقتدی کی بھی قرأت شمار ہو جائے گی۔

اس لئے کہ جو فرض ہو وہ تو ضرورت کے باوجود یعنی رکعت کے فوت ہو جانے کے خطرے کے باوجود ساقط نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر آدمی کو خطرہ تھا کہ امام رکوع سے اُٹھنے والا ہے وہ آیا ہے اور جلدی جلدی امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو گیا ہے لیکن وہ اس سے قبل تکبیر تحریمہ کہہ کے نماز میں داخل نہیں ہوا تو اس کے لئے یہ درست نہیں ہے۔ اگرچہ اس نے یہ کام ضرورت کے پیش نظر کیا ہے بلکہ وہ حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔ چنانچہ فرض ضرورت عدم ضرورت کی صورت میں ساقط نہیں ہوتا۔ چونکہ یہاں پر قرأت مقتدی سے بالاتفاق ساقط ہے تو پتہ چلا کہ امام کی امامت کی وجہ سے وہ مقتدی کے حق میں عملاً رکن نہیں رہی۔

امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے اور جوابات بھی دیے ہیں وہ کہتے ہیں۔ قیل له خوف فوات الرکعة لیس بضرورة من وجوه احدهما أن فعل الصلاة خلف الامام لیس بفرض لأنه لو صلاها منفردا اجزاه وانما هو فضیلة فاذا خوف فواتها لیس بضرورة فی ترکها وایضا فانه لو کان محدثا لم یکن خوف فوات الجماعة مبیحا لترک الطهارة ﴿احکام القرآن ۴۳/۳﴾

"اس معترض کو کہا جائے گا کہ رکعت کے فوت ہو جانے کا خوف ضرورت نہیں ہے ﴿کہ جس کی وجہ سے فرض ترک کر دیا جائے﴾ اس کی کئی وجوہات میں ایک یہ ہے کہ اگر وہ منفرد نماز پڑھ لے تو بھی اس کے لئے کفایت کرے گی۔ جماعت تو ایک فضیلت ہے تو فضیلت کے فوت ہو جانے کا خوف قرأت کے ترک کر دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ نیز اگر وہ بے وضو ہو تو جماعت کے فوت ہو جانے کا خوف اس کے لئے ترک طہارت کو تو جائز نہیں قرار دے گا۔"

لہٰذا جو امور فرض یا رکن ہیں وہ حالت ضرورت میں بھی ساقط نہیں ہوتے۔ مقتدی کے لئے جب قرأت ساقط ہو گئی کہ امام کے ساتھ رکوع میں شمولیت سے ہی رکعت پائی گئی تو یہ اس لئے ہے کہ امام کی قرأت سے مقتدی کی قرأت پائی گئی۔

یا الٰہ العالمین اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میری اس تحریر کو تاثیر عطا فرما آمین۔ بجاہ طٰهٰ ویٰسین

۱۷ ستمبر ۲۰۰۰ء

ماخذ

☆ صحیح البخاری - محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ - قدیمی کتب خانہ کراچی
☆ سنن نسائی - ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب المتوفی ۳۱۳ - قدیمی کتب خانہ کراچی
☆ سنن ابی داؤد - ابوداؤد وسلیمان ابن الاشعث المتوفی - ۲۷۵ المکتبہ الامدادیہ ملتان
☆ جامع ترمذی - ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ - المتوفی ۲۷۹ - ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
☆ الصحیح لمسلم - مسلم بن الحجاج - المتوفی ۲۶۱ - قدیمی کتب خانہ کراچی
☆ سنن ابن ماجہ - ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ - المتوفی ۲۷۳ - قدیمی کتب خانہ کراچی
☆ الموطا للامام محمد - محمد بن حسین الشیبانی - المتوفی ۱۸۹ھ - قدیمی کتب خانہ کراچی
☆ شرح معانی الاثار - الامام ابوجعفر احمد بن محمد - المتوفی ۳۲۱ - المکتبۃ الامدادیہ ملتان
☆ موطا الامام مالک - مالک بن انس - المتوفی ۱۷۹ - میر محمد کتب خانہ کراچی
☆ نیل الوطر من تہذیب التہذیب للحافظ ابن حجر
☆ تفسیر روح المعانی - السید محمود آلوسی - المتوفی ۱۲۷۰ - مکتبہ امدادیہ ملتان
☆ جامع البیان - الامام ابن جریر الطبری - المتوفی ۳۱۰ھ - دار الفکر بیرون لبنان
☆ الدرایۃ - الامام ابن حجر عسقلانی - المتوفی - ۸۵۲ھ - دار نشر الکتب الاسلامیہ - لاہور
☆ مصنف ابن ابی شیبہ الکوفی - المتوفی ۲۳۵ھ - دار الفکر - بیروت
☆ المستدرک - الامام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ - المتوفی ۴۰۵ھ - دار المعرفۃ بیروت
☆ السنن الکبریٰ - الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین بن علی - المتوفی ۴۵۸ھ - دار الفکر بیروت
☆ المدونۃ الکبریٰ - الامام مالک بن انس - المتوفی ۱۷۹ھ - دار صادر بیروت

www.SirateMustaqeem.net

☆ کنز العمال - علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین - المتوفی ۹۷۵ھ - موسسۃ الرسالۃ بیروت

☆ تفسیر القرآن العظیم - الامام عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر - المتوفی ۷۷۴ھ - مکتبہ حقانیہ پشاور پاکستان

☆ جامع احکام القرآن - ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری - دار الفکر بیروت لبنان

☆ تفسیر جلالین - عبدالرحمٰن - المتوفی ۹۱۱ھ - قدیمی کتب خانہ کراچی

☆ احکام القرآن - احمد بن علی الرازی - المتوفی ۳۷۰ - سہیل اکیڈمی لاہور

☆ مشکوٰۃ المصابیح - شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ - قدیمی کتب خانہ کراچی

☆ جامع المضمرات - یوسف بن عمر الصوفی - ﴿مخطوط﴾

☆ الکافی شرح الوافی - حافظ الدین النسفی - المتوفی ۷۱۰ھ - مخطوط

☆ القاموس - مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی - المیمنیہ مصر

☆ الصحاح - اسماعیل بن حماد الجوہری - دار العلم بیروت

مکتبہ کی چند دیگر قابل مطالعہ کتب

﴿1﴾	انگریز کا ایجنٹ کون	: صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی
﴿2﴾	تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں	: صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی
﴿3﴾	جماعت اسلامی سے اختلاف کیوں	: صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی
﴿4﴾	وہابی مذہب کی حقیقت	: صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی
﴿5﴾	شیعہ مذہب کی حقیقت	: صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی
﴿6﴾	محققانہ خطاب	: پیر طریقت علامہ عبدالحق بندیالوی
﴿7﴾	میلاد النبی کا ثبوت	: پیر طریقت علامہ عبدالحق بندیالوی
﴿8﴾	وسیلہ قرآن وسنت کی روشنی میں	: صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی
﴿9﴾	فاتحہ کا ثبوت	: صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی
﴿10﴾	درود شریف کا ثبوت	: صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی
﴿11﴾	نذرونیاز ما اہل بہ لغیر اللہ کا تحقیقی بیان	: صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی
﴿12﴾	توحید شرک کی حقیقت	: صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی
﴿13﴾	یارسول اللہ پکارنے کا ثبوت	: صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی

ملنے کا پتہ

مکتبہ جمالِ کرم۔9 مرکز الاویس

دربار مارکیٹ لاہور فون: 7324948

www . SirateMustaqeem . net